سورۂ کوثر

مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اس میں تین آیتیں ہیں

سورت ماقبل سے ربط حضرت امام فخرالدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس سورت شریفہ کا سورت ماقبل سے ربط اور مناسبت اس طرح ہے کہ سورت سابقہ میں منافقین کے بخل، ترک نماز، ریاکاری اور زکاۃ وغیرہ نہ دینے والوں کی مذمت بیان ہوئی تھی۔ یہاں بُخل کے مقابلے میں ارشاد ہو رہا ہے:۔ انّا اعطینٰك الکوثر۔ ہم نے اے نبی کریم! آپ کو خیر کثیر عطا کیا ہے" اور ترک صلاۃ کے مقابلے میں حکم ہو رہا ہے:۔ فصل۔ لہٰذا آپ نماز پڑھا کریں" ریاکاری کے مقابلے میں ارشاد ہو رہا ہے:۔ لربّك۔ یعنی آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کے لئے۔ اس کی خوشنودی و رضاجوئی کے لئے۔ نہ کہ لوگوں کو دکھانے اور ان کو راضی رکھنے کے لئے۔ اور یمنعون الماعون کے مقابلے میں ارشاد ہو رہا ہے:۔ وانحر۔ قربانی کیجئے۔ اور قربانی کا گوشت خود بھی تناول فرمائے۔ اور اپنے عزیز اقارب، دوست احباب، نیز فقراء و مساکین میں

تقسیم بھی کیا کیجئے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

سورۂ کوثر دو دفعہ نازل ہوا اس سورت شریفہ کا دوسرا نام سورۃ النحر ہے جس میں نحر، قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کسی چیز کے ایک سے زیادہ نام ہونا اس کے شرف اور فضیلت کی دلیل ہے جیسا کہ ماقبل سورتوں میں اس کی تشریح کی جا چکی ہے۔ رہا یہ امر کہ یہ سورت شریفہ کہاں نازل ہوئی اس میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس، کلبی، اور مقاتل فرماتے ہیں کہ سورۂ کوثر مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ ہم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اور تفسیر بحر المحیط میں ہے کہ یہ سورت شریفہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ یہ قول حضرت حسن بصری، عکرمہ، قتادہ، اور مجاہد کا ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہی قول صواب ہے، علامہ نووی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ روایات اور دلائل دونوں طرف ہیں۔ اس لئے علامہ خفاجی شارح بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ شریفہ دو دفعہ نازل ہوئی۔ مکہ معظمہ میں بھی اور مدینہ منورہ میں بھی۔ اس صورت میں اختلاف باقی نہیں رہتا تمام اقوال اپنی جگہ درست قرار پاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

سورۂ کوثر کی عظمت شان سورۂ کوثر کی تین آیتیں ہیں جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا یہ متفق علیہ ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن کریم کی کوئی سورۃ سورۂ کوثر سے

مختصر تر نہیں ہے بلکہ مفسرین کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ یہی سورت شریفہ تمام سورتوں سے مختصر تر ہے۔ با ایں ہمہ اس کی فصاحت و بلاغت کا یہ عالم ہے کہ فصحائے عرب جن کو اپنی فصاحت و بلاغت کا دعویٰ تھا اور اپنے قصائد جن کو وہ لاجواب تصور کرتے تھے اور دعوت مقابلہ دینے کے لئے کعبۃ اللہ شریف کے دروازے پر ان کو آویزاں کیا تھا کہ اگر کسی میں ہمت ہے تو اس کا جواب پیش کرے۔ جب یہ سورت شریفہ نازل ہوئی تو حضور نبی امی فداہ ابی وامی نے فرمان صادر کیا کہ اس سورت شریفہ کو کعبۃ اللہ شریف کے دروازے پر آویزاں کردیا جائے۔ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء نے جب اس کو پڑھا تو ہر ایک اس پر سر دھننے اور عش عش کرنے لگے اور اپنے تمام قصیدے اتار لئے اور متفق اللفظ ہوکر بول اٹھے:—

ما هٰذا كلام البشر۔ "یہ انسان کا کلام نہیں ہوسکتا"۔ اس میں جو فصاحت و بلاغت ہے وہ طاقت بشری سے بالاتر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

"شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے"

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ[عہ] "بے شک دیا ہم نے آپ کو کوثر"

عہ هو فوعل من الكثرة صيغة مبالغة الشيء الكثير كثرة مفرطة قيل

کوثر کے معنی کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں۔ یعنی اے نبی کریم! ہم نے آپ کو خیر کثیر دیا۔" بھلائیاں اتنی کثیر تعداد میں دی ہیں جن کا شمار کرنا دشواری سے خالی نہیں۔ بے حساب بھلائیوں کا آپ کو مالک بنا دیا ہے۔ جو ہمارا محض فضل و کرم ہے۔ اور اس کے ذریعہ آپ کو ایسی سرفرازی بخشی ہے جو کسی کو نصیب نہیں۔ جس طرح ہمارے فضل کی کوئی انتہا نہیں آپ کے خیر کثیر کا بھی کوئی حساب و حد نہیں۔ ہر دم و ہر آن بلکہ ہر لحظہ اس میں اضافہ ہی اضافہ ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہوا:—
وکان فضل اللہ علیك عظیماً۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فضل آپ پر بڑا ہی باعظمت فضل ہے۔" واللہ ذوالفضل العظیم۔ اور اللہ سبحانہ کی ذات بڑے ہی باعظمت فضل والی ہے۔" جس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

کوثر کی تفسیر کوثر یعنی خیر کثیر کیا ہے؟ اس کی نسبت مفسرین کرام کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لاعرابیۃ رجع ابنہامن السفر جرآب ابنك قالت بکوثر۔ لفظ کوثر وزن پر فوعل کے ہے جو لفظ کثرۃ سے مشتق ہے۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی شئے کثیر کے ہیں بیحد کثرت والی چیز۔ ایک اعرابیہ بدویہ سے دریافت کیا گیا جس کا بیٹا سفر سے واپس آیا تھا کہ تیرا بیٹا سفر سے کیا لیکر آیا؟ تو اس نے جواب دیا کوثر لایا۔ یعنی بہت ساری چیزیں ساتھ لائیں۔"

(۲۶) چھبیس اقوال ہیں۔ جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ چند اقوال بطور نمونہ یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ جن سے خیر کثیر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

کوثر ایک بے مثال نہر ہے

۱۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ دخلت الجنّة فاذا انا بنهر حافتاه خيام اللؤلؤ فضربت بيدى الى ما يجرى فيه الماء فاذا مسك اذفر قلت ما هذا يا جبريل قال هذا الكوثر الذى اعطاكه الله (طیالسیؒ، ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) شبِ معراج میں میں جنت میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک نہر کے پاس ہوں جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے نصب ہیں۔ نہر کا پانی جس پر بہہ رہا تھا مار کر دیکھا تو مہکتا ہوا مشک تھا میں نے دریافت کیا کہ جبرئیل! یہ کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے۔" حضرت انسؓ نے یہ بھی فرمایا:۔ ان رجلا قال یا رسول الله ما الكوثر قال نهر فى الجنّة اعطانيه ربّى لهو اشدّ بياضا من اللبن واحلى من العسل فيه طيور اعناقها كاعناق الجزر قال عمر يا رسول الله انّها لناعمة قال آكلها انعم منه يا عمر (امام احمدؒ، ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر)

حاکم، ابن مردویہ) ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کوثر کیا چیز ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک نہر ہے جو رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے مجھے مرحمت فرمائی ہے۔ اس کا رنگ دودھ سے سپید تر، اور اس کی شیرینی شہد سے بھی شیریں تر ہے۔ اس میں پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح بلند ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب رض نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر تو وہ نہایت نرم و نازک پرندے ہوں گے۔ اس پر ارشاد مبارک ہوا کہ عمر! انکو کھانے والے ان سے بھی زیادہ نرم و نازک ہوں گے۔"

نہر کوثر کا طول وعرض

حضرت انس رض نے یہ بھی فرمایا:- دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قد اعطیت الکوثر فقلت یا رسول اللہ ما الکوثر قال نھر فی الجنۃ عرضہ وطولہ ما بین المشرق والمغرب لا یشرب منہ احد فیظمأ ولا یتوضأ احد فیتشعث ابدا لا یشرب منہ من اخفر ذمتی ولا من قتل اھل بیتی۔

(ابن مردویہ) میں حضور سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا، مجھے کوثر دیا گیا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوثر کیا چیز ہے؟ تو فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جس کا طول وعرض اتنا ہے

جتنا کہ مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے جو کوئی اس میں سے ایک گھونٹ بھی پیئے گا تو وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو کوئی اس سے ایک دفعہ وضو بنا لے گا تو پھر کبھی پراگندہ بال نہ ہوگا۔ جس نے میرے ساتھ عہد شکنی کی وہ اس نہر سے ایک گھونٹ بھی نہ پی سکیگا اور نہ وہ جس نے میرے اہل بیت سے کسی کو قتل کیا ہو۔"

آب کوثر کا رنگ و بو اور ذائقہ

حضرت عطاء بن السائبؒ کہتے ہیں: ۔قال لی محارب بن دثار ما قال سعید بن جبیر فی الکوثر قلت حدثنا عن ابن عباسؓ انہ الخیر الکثیر فقال صدقت واللہ انہ للخیر الکثیر ولکن حدثنا ابن عمرؓ قال نزلت انا اعطینٰک الکوثر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکوثر نہر فی الجنۃ حافتاہ من ذھب یجری علی الدر والیاقوت تربتہ اطیب من المسک وماؤہ اشد بیاضا من اللبن واحلیٰ من العسل۔ (ابن ابی شیبۃ، امام احمدؒ، ترمذی بروایت صحیحہ، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن مردویہ)

محارب بن دثار نے مجھ سے دریافت کیا کہ سعید بن جبیر نے کوثر کی تفسیر میں کیا فرمایا؟ میں نے جواب دیا کہ انھوں نے ہم سے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بیان کی کہ کوثر سے خیر کثیر مراد ہے محارب نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم!

کوثر یقیناً خیر کثیر ہے لیکن حضرت ابن عمرؓ نے ہم سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ سورت انا اعطیناك الکوثر نازل ہوئی تو حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے سے بنائے گئے ہیں اس کا بہاؤ موتیوں اور لعل سرخ پر ہے۔ اس کی مٹی مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے اور اس کا پانی دودھ سے سپید تر اور شہد سے شیریں تر ہے۔"

عرض فقیر فقیر عرض کرتا ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ان دو روایات میں تضاد نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کوثر کے لفظی معنی کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ کوثر کثرت سے مشتق ہے اور یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اس لئے کوثر کے لفظی معنی خیر کثیر ہی ہوں گے۔ اور حضرت ابن عمرؓ سے مرادی معنی منقول ہیں کہ خیر کثیر سے جنتی نہر مراد ہے جس کے اوصاف وخصوصیات وہ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وجعلنا من الماء کل شیئ حی۔ پانی ہی سے ہم نے حیات والی ہر چیز بنائی ہے تو پانی ہی ہر چیز کی اصل قرار پائی۔ خیر کثیر کا مطلب بھی یہی ہوا۔ اور حضرت انسؓ کی روایات جو اوپر نقل کی گئیں ان سے بھی حدیث ابن عمرؓ کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید توضیح کے لئے احادیث ذیل ملاحظہ ہوں۔ خود حضرت

ابن عباسؓ انا اعطینٰک الکوثر کی تفسیر میں فرماتے ہیں: نھر اعطاہ اللّٰہ محمدًا فی الجنۃ۔ (ابن مردویہ) کوثر ایک نہر ہے جو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جنت میں تیار کر رکھی ہے" حضرت ابن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا: الکوثر نھر فی الجنۃ حافتاہ من ذھب و فضۃ یجری علی الیاقوت والدر ماؤہ ابیض من الثلج واحلیٰ من العسل (ابن جریر) کوثر ایک جنتی نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے چاندی کے بنے ہوئے اور اس کا بہاؤ لعل سرخ اور موتیوں پر ہے اس کا پانی برف سے سپید تر اور خنک تر اور شہد سے شیریں تر ہے"

نہر کوثر کی گہرائی حضرت ابن عباسؓ نے کوثر کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا:— نھر فی الجنۃ عمقہ سبعون الف فرسخ ماؤہ اشد بیاضا من اللبن واحلیٰ من العسل شاطئاہ الدر والیاقوت والزبرجد خص اللّٰہ بہ نبیہ محمدًا صلی اللّٰہ علیہ وسلم دون الانبیاء۔ (ابن مردویہ) کوثر ایک جنتی نہر ہے جس کی گہرائی ستر ہزار فرسنگ ہے (تین میل کا ایک فرسنگ ہوتا ہے) اس کا پانی دودھ سے بھی بہت زیادہ سپید اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ اس کے دونوں کنارے موتیوں، لعل سرخ اور زبرجد سے

بنے ہوئے ہوں گے۔ یہ نہر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص طور پر تیار کی ہے دیگر انبیاء علیہم السلام کا اس میں حصہ نہیں ہے۔"

حضرت ابن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ۔ اوتیت الکوثر آنیتہ عدد النجوم۔ (ابن مردویہ) مجھے نہر کوثر دی گئی ہے جس کے آبخورے اتنے ہیں جتنے آسمان کے تارے" اور حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں: ۔ آنیتہ من الذھب والفضۃ لا یعلمھا الا اللہ۔ (طبرانی) اس نہر کے آبخورے طلائی اور نقروی ہوں گے۔ جن کی حقیقی تعداد اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی کو بہتر معلوم ہے۔"

نہر کوثر کی تہ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ فرماتے ہیں: ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی حمزۃ بن عبد المطلب یوما فلم یجدہ فسأل امرأتہ عنہ فقالت خرج آنفا اولا تدخل یا رسول اللہ: فدخل فقدمت لہ حیسا فأکل فقالت ھنیئاً لک یا رسول اللہ ومریئاً لقد جئت وانا ارید ان آتیک فاھنیک وامریک اخبرنی ابو عمارۃ انک اعطیت نھرا فی الجنۃ یدعی الکوثر فقال اجل وارضہ یاقوت ومرجان وزبرجد ولؤلؤ۔ (ابن جریر، ابن مردویہ) ایک دن

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنے عم مکرم) حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مگر وہاں ان کو نہ پایا۔ ان کی محل محترم (حضورؐ کی چچی صاحبہ) سے ان کی نسبت دریافت فرمایا تو انھوں نے جواب دیا کہ ابھی ابھی وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ پھر چچی صاحبہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کیا آپ گھر میں تشریف نہیں لائیں گے؟ یہ سن کر آپ گھر میں تشریف لائے۔ چچی صاحبہ نے آپ کے لئے حیس پیش کیا (کھجوروں کو ستو یا پنیر میں ملا کر خوب ملتے اور کھجور کی گٹھلیاں نکال کر پھینک دیتے ہیں پھر اس کو پکا کر گھی سے بگھار لیتے ہیں، اس کھانے کو حیس کہتے ہیں) آپ نے اس کو تناول فرمایا اس کے بعد چچی صاحبہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ رونق افروز ہوگئے میں چاہتی تھی کہ میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مبارکباد پیش کروں ابو عمارہ نے (یہ حضرت حمزہؓ کی کنیت ہے) مجھ سے بیان کیا کہ آپ کو جنت میں ایک نہر مرحمت ہوئی ہے جس کو کوثر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لہذا اب میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ہاں درست ہے۔ اس نہر کا بہاؤ جس زمین پر ہے وہ لعل سرخ، مرجان، زبرجد اور موتیوں سے بنی ہے۔"

نہر کوثر کے بازو کے اشجار واثمار

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :- ان رجلا قال یا رسول اللہ ما الکوثر قال نهر من انهار الجنّة اعطانیه اللہ عرضه ما بین ایلة وعدن قال یا رسول اللہ الہ طاین اوحال؟ قال نعم المسك الابیض قال له رضراض حصی؟ قال نعم رضراضه الجوهر وحصباؤه اللؤلؤ قال له شجر؟ قال نعم حافتاه قضبان ذهب رطبة شارعة علیه، قال التلك القضبان ثمار؟ قال نعم تنبت اصناف الیاقوت الاحمر والزبرجد الاخضر فیه اکواب وآنیة واقداح تسعی الی من اراد ان یشرب منها منتشرة فی وسطه کأنه الکوکب الدرّی۔ (ابن مردویہ)۔

ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کوثر کیا چیز ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا وہ جنت کی نہروں میں سے ایک عالی شان نہر ہے جو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمائی ہے۔ اس کی چوڑائی اتنی ہے جتنی مسافت شہر ایلہ سے لیکر عدن تک ہے۔ اس نے پھر عرض کیا، کیا اس کی تہ میں مٹی کیچڑ ہے؟ فرمایا' ہاں۔ اس کی تہ میں مشک سپید ہے۔ پھر اس نے عرض کیا۔ کیا اس میں پتھر اور کنکر کی فرشی بھی جمی ہوئی ہے؟ فرمایا اس کی فرشی میں پتھر کی جگہ جواہرات اور کنکر کی جگہ موتی بچھے ہوئے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا وہاں درخت بھی ہیں؟ فرمایا ہاں' اس کے دونوں کناروں پر سونے کے تازہ درخت ہیں جن کے سایہ میں سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ پوچھا کیا ان درختوں کا ثمرہ بھی ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں' ان میں اقسام کے لعل سرخ اور زبرجد سبز اگتے ہیں۔ ان کناروں پر ڈنڈی اور لوٹی والے اور سادہ پیالے رکھے ہیں جو کوئی نہر کوثر کا پانی پینا چاہے تو وہ خود ہی پُر ہو کر خواہش مند کی طرف تیزی سے آموجود ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان ایک گوہر نورانی ہوتا ہے جو درخشاں ستارہ معلوم ہوتا ہے۔"

کوثر کے بہاؤ کی آواز ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں:۔

ھو نھر فی الجنۃ لیس احد یدخل اصبعیہ فی اذنیہ الا سمع خریر

ذلك النهر۔ (ابن جریر، ابن مردویہ) کوثر جنت کی ایک نہر ہے۔ جو کوئی شخص اپنے دونوں کانوں میں دونوں انگلیاں رکھ لے تو اس کے بہاؤ سے جو پانی گرتا ہے اس کی آواز سن سکیگا۔" ام المومنین رضی اللہ عنہا نے دوسرے موقع پر فرمایا:۔

من احبّ ان یسمع خریر الکوثر فلیجعل اصبعیه فی اذنیه۔ (ہناد، ابن جریر) جو کوئی شخص کوثر کے اوپر سے بہتے ہوئے آکر نشیب میں اس کا پانی گرنے کی آواز سننا پسند کرتا ہو اس کو چاہیئے کہ اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں رکھ لے۔" تو کوثر کے بہنے کی آواز سن لے گا۔ ہر شخص اس کا تجربہ کر سکتا اور یہ سعادت حاصل کر سکتا ہے۔

عرض فقیر فقیر عرض کرتا ہے کہ ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ کوثر ایک جنتی نہر ہے۔ نیز اس کا طویل، عریض، عمیق ہونا بھی معلوم ہوا۔ جب ایک نہر ہے تو اس کے لوازم، زور سے بہنا اور بہاؤ کی آواز سنائی دینا، اس کے دو کنارے ہوتا۔ ان پر سایہ دار، بار آور درخت ہونا، سلیقہ سے روشیں بنی ہونا، وہاں آبخورے، کوزے وغیرہ برتن کا ہونا جن سے پانی لے کر پینا، وضو غسل کرنا آسان ہو یہ بھی ثابت ہوا یہی نہیں بلکہ جنتی کا نہر کوثر کے پانی اور کوزوں کی طرف میلان ہونے کے ساتھ ہی وہ کوزے پُر ہو کر جنتی کے پاس پیش ہو جائیں گے

استادِ جلیلؒ لکھتے ہیں ؎

جشنِ شاہی ہیں عجب رنگ چھلکتے دیکھا ساغرِ عیش کو بے پاؤں کے چلتے دیکھا

پانی کے تین اوصاف ہوتے ہیں۔ رنگ، بُو، مزہ۔ یہ تینوں اوصاف بہترین صفت کے ساتھ موجود ہونے کی وضاحت بھی فرما دی گئی۔ پانی کی تہ اور اس کی فرشی بھی ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت بھی دے دیا گیا ہے۔ وہاں کی ہوا اور فضا کیسی ہوگی اور اس پانی کے افعال و خواص کیسے ہوں گے اس کا اندازہ بھی ان ہی احادیث شریفہ سے فرمالیجئے۔

حوض کوثر ۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ کوثر ایک حوض ہے جو میدان قیامت میں موجود ہوگا۔ چنانچہ اس بارے میں بھی احادیث شریفہ بکثرت وارد ہوئی ہیں نہر کوثر اور حوض کوثر میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نہر کوثر جو جنت میں ہے اس سے کاٹ کر میدان حشر میں ایک حوض قائم کیا جائے بلکہ بعض روایات میں اس کی تصریح موجود ہے تاکہ اللہ سبحانہ کے نیک بندے جو خداؔ تعم اور رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اس سے سیراب ہوں اور تشنگی حشر سے ان کو نجات ملے۔ نیز جنت میں اہل ایمان کے لئے جو تیاریاں کی گئی ہیں اس کا اندازہ یہیں سے ہوسکے۔ علم الیقین تو ایمان کی بدولت پیشتر ہی سے حاصل تھا۔ اب عین الیقین بلکہ

حق الیقین بھی اہل ایمان کو حاصل ہو جائے اور لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ کی تکمیل بھی ہو جائے کہ ان اللہ والوں کے لئے دنیوی زندگی میں جو خوش خبری سنائی گئی تھی آج روز قیامت بھی جو آخرت کا پہلا دن ہے جنتی نعمتوں سے بہرہ ور کیا جائے۔ ذلک فضل اللہ۔

کوثر کی دوسری تفسیر حوض کوثر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انزلت علیّ آنفا سورۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر اتدرون ما الکوثر فانہ نھر وعدنیہ ربی علیہ خیر کثیر ھو حوض ترد علیہ امتی یوم القیامۃ آنیتہ عدد النجوم۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی) مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت شریفہ اتاری گئی ہے یعنی سورۂ کوثر۔ تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے وہ ایک عظیم الشان نہر ہے جس کا وعدہ میرے رب نے مجھ سے فرمایا ہے جس میں بہت ساری برکتیں ہیں۔ وہ میرا حوض بھی ہے جس پر میری امت قیامت کے دن وارد ہو گی۔ اس کے آبخورے اتنی تعداد میں ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔" تاکہ ہر ہر امتی کو اس سے سیراب ہونے میں کسی طرح کی زحمت درپیش نہ ہو اور

ہر شخص بلا تکلف اس سے مستفید ہو سکے ۔

نہرِ کوثر کی شاخ حوضِ کوثر میں

یہ بھی مروی ہے کہ نہرِ کوثر جو جنت میں ہے قیامت میں اسکی ایک شاخ کاٹ کر حوضِ کوثر میں چھوڑی جائے گی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :— فاقوم عن یمین اللّٰہ مقاما لا یقوم فیہ غیری یغبطنی فیہ الاوّلون والآخرون ویشقّ لی نھر من الکوثر الی حوضی یجری فی حال من المسك ورضراض نباتہ قضبان الذھب ثمارھا اللؤلؤ والجوھر شرابہ اشدّ بیاضا من اللبن واحلی من العسل من سقاہ اللّٰہ منہ شربۃ لم یظمأ بعدھا ومن حرمہ لم یرو بعدھا۔ (امام احمدؒ ابن جریرؒ حاکم) پھر میں اللہ سبحانہ کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا (نہایت ہی باعزت و بابرکت مقام مراد ہے) ایسے مقام پر کہ وہاں میرے سوا اور کسی کو کھڑا ہونے کی ہمت نہ ہوگی۔ اس پر تمام اولین اور آخرین غبطہ کرتے ہوں گے (کہ اے کاش! ہم کو بھی ایسی منزلت نصیب ہوتی) اور میری خاطر جنت کی نہرِ کوثر سے ایک شاخ کاٹ کر میرے حوض میں چھوڑی جائے گی۔ جس کا پانی مشک کی تہ اور مشک کی ریگ اور کنکریوں پر سے بہتا ہو گا۔

اس کے کناروں کے درختوں کی شاخیں سونے کی، اور اس کے پھل موتیوں اور جواہرات کے ہوں گے۔ اس کا پانی دودھ سے بھی سفید تر اور اس کا مزہ شہد سے بھی شیریں تر ہوگا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جس کو اس کی ایک گھونٹ بھی پلادی تو اس کے بعد پھر کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا۔ اور جو اس سے محروم رکھا گیا پھر کبھی اس کے بعد سیراب نہ ہوسکیگا"۔ بہرحال حوض کوثر جبکہ نہر کوثر سے پُر کیا جائے گا تو نہر کوثر کی جو خوبیاں اوپر بیان ہوئیں وہ سب کچھ حوض کوثر میں بھی ہونگی۔

حوض کوثر کی وسعت حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ ما بين ناحيتي حوضي لما بين صنعاء والمدينة او كما بين المدينة وعمان يرى فيه اباريق الذهب والفضة كعدد نجوم السماء او اكثر۔ (امام احمدؒ مسلم ابن ماجہ) میرے حوض کے دونوں کناروں میں اتنا فصل ہوگا جتنا کہ صنعاء (پایہ تخت یمن) اور مدینہ کے درمیان ہے یا جتنی مسافت مدینے اور عمان میں ہے (جو جزیرۃ العرب کی انتہا پر واقع ہے) اس میں سونے چاندی کے یا گنگا جمنی آفتابے اتنے رکھے ہوئے دکھائی دیتے ہوں گے جتنے آسمان کے تارے ہیں بلکہ ان سے بھی بہت زیادہ"۔ دیگر روایات میں مختلف مسافتیں بیان

فرمائی گئی ہیں۔ کسی میں حوض کوثر کے دونوں کناروں کی درمیانی مسافت اتنی بتائی گئی ہے جتنی عدن اور عمان کے درمیان ہے۔ کسی میں شہر ایلہ اور مصر کی درمیانی مسافت اور کسی میں ایک مہینے کی راہ۔ بہرحال حوض کوثر اتنا کشادہ اور وسیع ہوگا کہ ایسا حوض کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہ بھی آیا ہے:۔ زوایاہ سواء۔ اس کے چاروں گوشے برابر ہوں گے۔ یعنی اس کا طول و عرض مساوی ہوگا۔ اس سے حوض کوثر کا مربع ہونا پایا جاتا ہے۔

حوض کوثر پر امت کا ہجوم

حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ لتزدحمن ھذہ الامۃ علی الحوض ازدحام الابل وردت الحمض۔ (طبرانی) یہ امت مسلمہ حوض کوثر پر ایسا ٹوٹ پڑے گی جیسے اونٹ حمض کو دیکھ کر اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔" حمض نباتات کی قسم سے ہے اونٹ اس کو شوق سے کھاتے ہیں جیسا انسان میوہ کو شوق سے کھاتے ہیں۔ حمض ترشی کو بھی کہتے ہیں غالباً اس بوٹی میں خوشگوار ترشی بھی ہوگی۔

حوض کوثر سے اولاً فقراء مہاجرین مستفید ہونگے

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ حوضی من عدن الی

عمان البلقاء..... اوّل الناس ورودا علی فقراء المھاجرین الشعث رؤسا الدنس ثیابا الذین لا ینکحون المتنعمات ولا یفتح لھم السدد۔ (ترمذی، حاکم) میرا حوض عدن سے عمان بلقا تک ہوگا۔ (یعنی ان دونوں مقامات کے درمیان جتنی مسافت ہے اتنا بڑا ہوگا) وہاں جو لوگ میرے پاس سب سے پہلے آئیں گے وہ فقرائے مہاجرین ہوں گے۔ جن کے سر کے بال پراگندہ اور ان کا لباس میلا کچیلا تھا۔ خوش حال، نازک اندام عورتوں سے ان کا نکاح نہیں کیا جاتا تھا اور نہ ان کے لئے دروازے کھولے جاتے تھے۔" حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔ حوضی کما بین عدن وعمان..... وانّ ممن یرد علیّ امتی الشعثۃ رؤسھم الدنسۃ ثیابھم لا ینکحون المتنعمات ولا یحضرون السدد یعنی ابواب السلطان الذین یعطون کلّ الذی علیھم ولا یعطون کلّ الذی لھم۔ (طبرانی) میرے حوض کی وسعت اتنی ہوگی جتنی مسافت عدن اور عمان کے درمیان ہے۔ وہاں جو لوگ میرے پاس آئینگے ان میں ایسے بھی ہوں گے جن کے بال (دنیا میں ناداری کے باعث) پراگندہ، ان کے کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے۔ خوش حال گھرانوں میں ان کا نکاح تک نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ بادشاہوں کے بند دروازوں تک ان کی رسائی

ہو سکتی تھی۔ حکومت کے مطالبات جو ان کے ذمہ ہوتے ان کو تو وہ پورے پورے ادا کرتے رہے لیکن ان کے جو حقوق حکومت کے ذمہ ہوتے ان کی تکمیل کچھ بھی نہیں کی جاتی تھی۔" اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ثوبانؓ سے بھی مروی ہے جس کو حضرت امام احمدؒ، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے نقل کیا ہے۔ نیز حضرت ابن عمرؓ سے بھی ایسی ہی ایک روایت آئی ہے جس کو حضرت امام احمدؒ اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔

مرتدین کی حوض کوثر سے محرومی حضرت انسؓ اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ لیردنّ علیّ ناس من اصحابی الحوض حتّی اذا رأیتھم وعرفتھم اختلجوا دونی فاقول یا ربّ اصیحابی اصیحابی فیقال لی انک لاتدری ما احدثوا بعدك (حاکم، امام احمدؒ، بیہقی) میرے پاس حوض کوثر پر میرے اصحاب سے کچھ لوگ آئیں گے۔ پھر جب میں ان کو دیکھ لوں گا اور پہچان جاؤں گا تو وہ میرے پاس سے ہٹادیئے جائیں گے۔ اس پر میں عرض کروں گا کہ اے میرے پروردگار! یہ تو میرے ہی اصحاب کے کچھ لوگ ہیں، یہ میرے ہی اصحاب سے کچھ لوگ ہیں۔ تو اس وقت کہا جائے گا آپ کو خبر نہیں کہ ان لوگوں نے آپکے بعد کیا کیا گل کھلائے؟"

اُس کی مزید تصریح دوسری حدیث شریف میں ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یرد علی یوم القیامۃ رھط من اصحابی فیجلون عن الحوض فاقول ای رب اصحابی فیقول انك لاعلم لك بما احدثوا بعدك انھم ارتدوا بعدك علی ادبارھم القھقری (ابن ماجہ) میرے پاس قیامت کے دن میرے اصحاب کی ایک ٹکڑی (پیاسی ہوکر حوض کوثر سے سیراب ہونے کے لئے) آئے گی تو وہ حوض کوثر کے پاس سے نکال دئے جائیں گے۔ اس وقت میں عرض کروں گا کہ پروردگار! یہ تو میرے اصحاب ہیں اس پر ارشاد باری ہوگا کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیسے کیسے شگوفے کھلائے آپ کو اس کا علم نہیں ہے۔ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو گئے یعنی دین اسلام سے پھر گئے اور رجعت قہقری کی" یعنی کفر سے نکل کر آپ کی رونق افروزی دنیا کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ پھر آپ کے بعد دوبارہ کفر ہی کی طرف لوٹ گئے۔ پھر یہ لوگ حوض کوثر سے کیوں کر سیراب ہوسکتے ہیں؟ اسی مضمون کی روایات اور بھی بکثرت وارد ہوئی ہیں جو کئی صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں اور معتبر کتب احادیث شریفہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہا میں موجود ہیں۔ مطلب یہ کہ حوض کوثر سے وہی سیراب ہوسکتے ہیں جو دولت اسلام سے مشرف ہوئے

اور ان کا خاتمہ بالخیر بھی دین اسلام پر ہوا۔ اور جو ایسے نہیں ان کو حوض کوثر سے کیا واسطہ؟ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالی ہمارا اور تمام برادران اسلام کا خاتمہ دین اسلام پر فرمائے جس کی بدولت ہم سب حضور شافع محشر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے مستفیض ہوں۔ آمین ثم آمین۔

حوض کوثر پر امتہ مرحومہ کی شناخت

حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ترد علیّ امّتی الحوض وانا اذود الناس عنه کما یذود الرجل ابل الرجل عن ابله قالوا یا نبی اللہ تعرفنا قال نعم لکم سیماء لیست لاحد غیرکم تردون علیّ غرًّا محجّلین من آثار الوضوء۔ (مسلم شریف)

میرے پاس میری امت (پیاسی ہو کر) حوض کوثر پر آئے گی۔ اور میں دوسرے لوگوں کو وہاں سے ہٹاتا رہوں گا۔ جیسا کہ کوئی شخص اپنے اونٹوں کے پاس سے دوسرے شخص کے اونٹوں کو ہٹاتا جاتا ہے۔ (تاکہ اپنے اونٹ پیاسے نہ رہ جائیں) اس پر صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا۔ اے خدا کے پیارے نبی! کیا اس وقت آپ ہم کو پہچانتے جائیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں، (میں تم کو پہچانتا جاؤنگا) تمھاری ایک علامت خاص ہو گی جو دوسروں میں پائی نہیں جائیگی (دنیا میں)

تمہارے وضو کرتے رہنے کی بدولت تمہارے ہاتھ پاؤں اور تمہاری پیشانیاں وضو

کے نور سے چمکتی رہینگی" (بس اس علامت سے میں تم سب کو پہچانتا ہوں گا۔)

اس حدیث شریف سے وضو کی فضیلت اور نماز کی پابندی کے فوائد معلوم ہوتے

ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ برادران اسلام کو توفیق دے کہ وہ نمازوں کے پابند رہیں

جس کے لئے وضو شرط لازم ہے۔ آمین۔ یہ مضمون بھی متعدد احادیث شریفہ میں

مذکور ہے جس سے وضو و نماز کی اہمیت ظاہر ہے۔

ہر پیغمبر کا ایک ایک حوض ہوگا

حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ حضور ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ ان لکل نبی حوضا

وانھم یتباھون ایھم اکثر وارد ۃ وانی لارجوان اکون اکثرھم

وارد ۃ۔ (ترمذی شریف) ہر نبی علیہ السلام کا ایک ایک حوض ہوگا اور وہ اس پر

آنے والوں کی کثرت پر فخر کرتے ہوں گے (کیونکہ کسی امت کی کثرت ہی ان کے

نبی علیہ السلام کی مقبولیت کی نشانی ہے) اور میں (اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل

وکرم سے) امیدوار ہوں کہ ان تمام (انبیاء ومرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ

وعلیہم اجمعین کی امتوں) کے مقابلے میں میری امۃ مرحومہ کی اکثریت ہوگی جو

(حوض کوثر پر) وارد ہوں گے" اس سے حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کا مطلب

واضح ہوتا ہے جو اوپر بیان ہوئی جس میں دوسری امتوں کے لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض سے ہٹانا مذکور ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ دوسری امتیں اپنے اپنے حوض سے سیراب ہوں۔ امتہ مرحومہ کی زحمت کا باعث نہ بنیں۔

حوض کوثر پر اعتقاد ضروری یہاں یہ واضح ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کا ایک ایک حوض ہونا جو ترمذی شریف کی حدیث میں مذکور ہوا وہ حدیث احاد ہے جو مفید ظن ہے یعنی چونکہ حدیث صحیح ہے اور راوی معتبر اس لئے گمان غالب یہی ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور حوض کوثر جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت ہوا ہے اس کی نسبت اس کثرت سے احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں اور اتنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں کہ ان سب کا کسی خلاف واقع امر پر اتفاق کر لینا عقلاً بھی نہایت مستبعد بلکہ محال ہے۔ لہٰذا حوض کوثر کا ثبوت تواتر کا درجہ رکھتا ہے اور کوثر کے باب میں یہ نص قطعی وارد ہوئی ہے انا اعطینٰک الکوثر۔ جو مفید یقین ہے۔ اسی وجہ سے ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر اعتقاد ضروری قرار دیا ہے۔ عقائد کی تمام کتابوں میں لکھا ہے :۔ الحوض حق۔ اور یہی عقیدہ ہم اہل السنۃ والجماعۃ کا ہے کہ حوض کوثر (جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرحمت ہوا ہے) حق ہے اور

اس کا بھی دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا جزو ایمان ہے۔

حب دنیا سے بچنے کی ہدایت حضرت عقبہ ابن عامرؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے فرمایا:۔ انی فرطکم علی الحوض وان عرضہ لما بین ایلۃ الی الجحفۃ انی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیھا وتقتلون فتھلکوا کما ھلک من کان قبلکم۔ (مسلم شریف) میں حوض کوثر پر تم سب سے پہلے (موجود) رہوں گا (تاکہ تمھاری راحت کا سامان کروں) اس کا طول وعرض اتنا ہوگا جتنی مسافت شہر ایلہ اور جحفہ کے درمیان ہے (یعنی ایک مہینے کی راہ) مجھے تم سب کے شرک میں مبتلا ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن دنیا کی طرف سے بڑا اندیشہ لگا ہوا ہے کہ تم سب اس پر جھک پڑو اور (اپنے آپ کو آپس میں) قتل کیا کرو۔ پھر اسی طرح تباہ و برباد ہو جاؤ گے جیسا کہ تم سے پیشتر کی امتیں (آپس میں لڑ لڑ کر) تباہ و برباد ہوئیں۔"

حوض کوثر پر حضور اقدس منتظر رہیں گے حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر صدیقؓ اور ام المومنین سیدتنا عائشہ رضؓ صدیقہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ انی علی الحوض حتّی انظر من

یرد علیّ منکم وسیوخذ اناس دونی فاقول یارب منّی ومن امتی فیقول ھل شعرت ما عملوا بعدك واللّٰہ ما برحوا بعدك یرجعون علی اعقابھم۔ (امام احمدؒ، بخاری، مسلم) میں حوض کوثر پر منتظر رہوں گا تا دیکھوں کہ تم میں سے کون کون میرے پاس آتے ہیں۔ کچھ لوگ میرے پاس آنے سے پیشتر ہی گرفتار کرلئے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا کہ پروردگار! یہ تو میرے آدمی ہیں اور میرے امتی ہیں۔ اس پر ارشاد ہوگا آپ کو معلوم بھی ہے کہ آپ کے بعد ان کا عمل کیا تھا۔ بخدا یہ لوگ آپ کے بعد رجعت قہقری ہی کرتے رہے" حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں:۔ فکان ابن ابی ملیکة یقول اللّٰھم انّا نعوذ بك ان نرجع علی اعقابنا او نُفتن عن دیننا۔ (راوی حدیث) ابن ابی ملیکہ اس حدیث شریف کی روایت کے بعد ہمیشہ یہ دُعا کرتے رہتے کہ الٰہی! ہم آپ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں کہ کہیں ہم بھی رجعت قہقری کرنے لگیں اور اپنے دین کی طرف سے کسی فتنے میں مبتلا ہوں" نعوذ باللّٰہ منہ۔

حوض کوثر حضور انور کے پیش نظر

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں:۔ انّ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم خرج یوماً فصلی علی اھل احد صلاتہ علی المیت ثمّ انصرف علی المنبر فقال انّی فرط لکم وانا شھید علیکم

وانّی واللہ لا نظر الی حوضی الآن وانّی اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانّی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنّی اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا (بخاری شریف) حضور سرِدارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن (مسجد نبوی میں) برآمد ہوئے۔ پھر شہدائے احد پر نماز پڑھی جیسی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے پھر منبر شریف پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا۔ میں تمھاری بھلائی کے لئے تم سے پہلے جا رہا ہوں اور میں تمھارا گواہ ہوں۔ اور میں بخدا اِس وقت بھی اپنے حوض (حوض کوثر) کو دیکھ رہا ہوں' اور مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت ہوئی ہیں اور میں خدا کی قسم! یہ اندیشہ نہیں رکھتا کہ تم (سب کے سب) میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے اس کا اندیشہ ضرور ہے کہ دنیا طلبی میں لگ جاؤ گے۔"

حوض کوثر کا مقام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا:۔ ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ ومنبری علی حوضی۔ (بخاری شریف) میرے کاشانے اور میرے منبر کے درمیان (جو بقعۂ زمین ہے وہ بھی) جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ اور میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر واقع ہے" حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہوا ہے:—

وانّ منبری ھذا علی ترعۃ من ترع الجنۃ۔ اور میرا یہ منبر جنت کی سیڑھیوں میں سے ایک سیڑھی پر واقع ہے۔"

حوض کوثر اور انصار حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین نے انصار کے بارے میں فرمایا:۔ ستجدون اثرۃ شدیدۃ فاصبروا حتی تلقوا اللہ ورسولہ فانی علی الحوض (بخاری شریف) تم (میرے بعد) حق تلفیوں سے دوچار ہوں گے لہذا تم اس پر صبر کئے جاؤ تا آنکہ تم اللہ سبحانہ تعالی اور اس کے رسول سے جاملو۔ (قیامت کے دن) میں حوض کوثر پر رہوں گا۔" یعنی وہیں تم سے میری ملاقات ہوگی وہاں میں تمہارے پورے حقوق دلادوں گا۔ یہ تو حقوق کی تلافی ہوئی۔ پھر تم نے حق تلفی پر جو صبر کیا اس کا اجر جزیل جدا طور پر ملیگا۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ یہ روایت بھی بخاری شریف میں موجود ہے۔

حوض کوثر اور اہل بیت کرام ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ علیّ مع القرآن والقرآن مع علیّ لن تیفرّقا حتی یردا علیّ الحوض۔ (حاکم ابوداؤد طیالسی) علیؓ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے تا آنکہ

وہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کریں۔" حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اوّلکم وارداً علی الحوض اوّلکم اسلاما علیّ بن ابی طالب۔ (حاکم، خطیب بغدادی) میرے پاس حوض کوثر پر سب سے پہلے آنے والے وہ ہوں گے جو تم میں سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے ہوں۔ یعنی علی بن ابی طالب" کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ اسی کے ساتھ حدیث ثقلین بھی پیش نظر رہے جو زباں زد خاص و عام ہے جس میں ارشاد ہے:۔ انّی تارك فیکم الثقلین لن تضلّوا ما ان تمسّکتم بهما کتاب اللّٰہ و عترتی ولن یتفرّقا حتّٰی یردا علیّ الحوض۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ جاتا ہوں جب تک تم ان دونوں کو تھامے رہوگے کبھی راہ راست سے بھٹکنے نہ پاؤگے۔ ایک اللہ کی کتاب (قرآن کریم)، اور دوسری میری اولاد امجاد، (اہل بیت کرام) اور یہ دونوں (کتاب اللہ اور میری عترت طاہرہ) ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے تاآنکہ وہ مجھ سے حوض کوثر پر ملیں۔" بہر حال حوض کوثر کا بیان بیشتر احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ اور حوض کوثر کا ثبوت روایات متواترہ سے ہے لہذا اس پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔

کوثر کی تیسری تفسیر | بعض مفسرین کرام نے کوثر کی تفسیر "خیر کثیر" سے کی ہے۔

یعنی بہت ساری بھلائیاں جن کی گنتی نہیں کی جاسکتی۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ الکوثر [illegible] الکثیر الذی اعطاہ اللہ ایاہ۔ قال ابو بشر قلت لسعید انّ ناسا یزعمون انّہ نہر فی الجنّۃ فقال سعید النہر الذی فی الجنّۃ من الخیر الذی اعطاہ ایّاہ۔ (بخاری شریف) کوثر سے خیر کثیر مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا ہے"۔ یعنی بہت ساری بھلائیاں جو شمار میں نہیں آسکتیں۔ یہ سن کر راوی حدیث حضرت ابو بشر نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت سعید بن جبیر سے کہا لوگ تو عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ کوثر ایک جنتی نہر ہے۔ اس پر حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا جنت کی نہر کوثر بھی اسی خیر کثیر میں سے ایک خیر ہے جو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہے"۔ مطلب یہ کہ کوثر کو نہر کوثر یا حوض کوثر تک محدود نہ کیا جائے بلکہ خیر کثیر مراد لیا جائے جس میں نہر کوثر اور حوض کوثر اور مفسرین کرام کے دیگر اقوال بھی جو (۲۶) تک بیان ہوئے ہیں وہ سب ہی داخل ہیں۔ کیوں کہ کوثر صیغہ مبالغہ ہے جو لفظ کثرۃ سے بنا ہے جو انواع واقسام کی ساری بھلائیوں کا جامع ہے۔ حوض کوثر اور نہر کوثر وغیرہ سب اس کُلّی کے افراد ہیں۔

یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ کی حدیث مرفوع جو اوپر بیان کی گئی اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ وانیّ واللہ لانظر الی حوضی الآن وانیّ اعطیت مفاتیح خزائن الارض۔ اور بخدا میں اس وقت بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں بھی مرحمت فرمائی گئی ہیں" خزائن ارض کی کنجیاں بھی اس کی خیر کثیر میں شامل قرار دی گئیں جبھی تو حوض کوثر کے ساتھ ان کو بیان فرمایا گیا۔

کوثر کی تفسیر میں دیگر اقوال امام تفسیر حضرت مجاہدؓ فرماتے ہیں:۔ الکوثر خیر الدنیا والآخرۃ۔ (ابن جریر، ابن عساکر) کوثر سے دنیا وآخرت کی بھلائی مراد ہے" اور حضرت عکرمہ نے فرمایا:۔ الکوثر ما اعطاہ اللہ من النبوۃ والخیر والقرآن۔ (ہناد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عساکر) کوثر سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو یعنی حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرحمت فرمائیں۔ نبوت اور ہر قسم کی بھلائی اور قرآن کریم" اسی طرح مفسرین کرام کے دوسرے اقوال کو سمجھ لیا جائے۔ ان میں کوئی تضاد نہیں ہے ہر قول بجائے خود صحیح ہے۔ اور خیر کثیر ان تمام اقوال کا جامع ہے۔ اسلئے ہم نے بھی ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے لیکن چونکہ حوض کوثر کے باب میں احادیث شریفہ

درجۂ تواتر کو پہنچتی ہیں اس لئے اس کا اعتقاد ضروری ہے۔ اس کے بعد ارشاد باری عزاسمہٗ ہو رہا ہے:۔

فصل لربّك وانحر کی تفسیر | فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ لہذا آپ اپنے رب کے آگے نماز پڑھتے رہیئے اور قربانی دیئے جائیے "یعنی چونکہ ہم نے آپ کو کوثر دیا ہے جس کی تفصیل گزر چکی لہذا اس کے شکریہ میں اپنے رب کے حضور میں اس کو حاضر و ناظر جان کر اس کے حکم کے مطابق نماز پڑھتے رہیئے اور قربانی دیا کیجئے" کوثر یعنی خیر کثیر کے ضمن میں تمام دینی دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں آگئیں۔ اس کا اقتضاء اور شکریہ یہی ہو سکتا ہے کہ آپ بھی اپنی بدنی و روحی صلاحیتوں اور استعداد کو اور اپنی مالی قوتوں کو اپنے رب کی عبادت میں صرف کیا کیجئے جسمانی اور روحانی عبادتوں میں چونکہ نماز سب سے اشرف و اعلیٰ عبادت ہے اور عبادات مالیہ میں قربانی کو ایک خاص خصوصیت و امتیاز حاصل ہے اس لئے تخصیص کے ساتھ نماز اور قربانی کی تاکید فرمائی گئی۔ ورنہ نماز سے اشارہ ہے تمام جسمانی و روحانی عبادات کی طرف خواہ نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا جہاد فی سبیل اللہ۔ اور قربانی سے اشارہ ہے تمام مالی عبادات کی جانب خواہ وہ قربانی ہو یا زکوٰۃ، صدقہ فطر ہو یا خیرات و مبرات۔ پھر

حج اور جہاد فی سبیل اللہ ایسی عبادتیں ہیں جس کی ادائی میں جسمانی اور روحانی صلاحیتوں سے بھی کام لینے کی ضرورت ہے اور انفاق مال کی بھی۔ بغیر اس کے حج اور جہاد کی بجاآوری نہیں ہوسکتی۔

امت مرحومہ سے وعدہ الٰہی اسی طرح آپ کی امت مرحومہ بھی اپنی جسمانی اور روحانی استعداد اور صلاحیتوں کو ہماری خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے نہ کہ محض دکھاوے اور سناوے کے لئے صرف کرتی رہے گی اور اپنی مالی قوتوں کو قربانی زکاۃ صدقہ فطر اور خیرات ومبرات میں لگائے رکھے گی اور حج بیت اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں بدنی وروحی صلاحیتوں کے ساتھ مالی قوت بھی صرف کرتی رہے گی تو آپ کے طفیل میں دین ودنیا کی نعمتوں اور کامیابیوں کے ساتھ خیر کثیر سے بھی متمتع اور مالامال ہوگی۔ اگر امت مرحومہ کے افراد ان صفات کے حامل ہوں گے تو ان کو کامیابی بھی انفرادی طور پر حاصل ہوگی اور اگر اجتماعی طور پر صفات بالا کی تمام امت یا اکثر وبیشتر افراد حامل ہوں گے تو اسی مناسبت سے دنیا وعقبیٰ کی کامیابیاں نصیب ہونگی جس کا سارا زمانہ شاہد ہے اور صفحات تاریخ ان واقعات سے رنگین ہیں۔

مشرکین کی نماز مشرکین مکہ کی عبادت یہ تھی کہ وہ بتوں کے آگے جھکتے اور

بتوں کو سجدے کیا کرتے تھے۔ اور جس عبادت کا نام انھوں نے صلاۃ یعنی نماز رکھا تھا اس کا حال قرآن کریم میں بیان ہوا ہے:۔ وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ (انفال) بیت اللہ شریف کے پاس ان کی جو نماز ادا ہوتی تھی اس میں صرف وہ سیٹیاں بجاتے اور تالیاں ٹھونکتے تھے۔" نماز میں تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ذکر، تسبیح وتحمید اور تکبیر ہونی چاہئے مگر مشرکین کا مشغلہ محض سیٹیاں بجانا اور تالیاں ٹھونکنا تھا اور اسی لغویت کا نام نماز رکھا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیقی نماز کیسی ہوتی ہے جب اس کی صورت ان کے سامنے رکھی تو اس میں خلل ڈالنے اور اس کے ساتھ استہزاء وتمسخر کرنے کے لئے اور بھی زور زور سے سیٹیاں بجانے اور تالیاں ٹھونکنے لگے۔ جیسا کہ آج بھی روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ یہاں جو مساجد شارع عام پر واقع ہیں اور ان میں نماز باجماعت ادا ہوتی ہے تو مشرکین اپنی شادی بیاہ وغیرہ کے جلوس کے ساتھ خصوصیت سے مسجد کے پاس ٹھہر کر زور زور سے باجے بجاتے، تالیاں ٹھونکتے اور نعرے لگاتے ہیں۔ مقصد یہی کہ نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہوں۔ اور مشرکین مکہ کعبۃ اللہ شریف کا طواف کرتے تو برہنہ ہو کر کیا کرتے۔ یہ تو مشرکین کا حال تھا۔

منافقین کی نماز | منافقین کا حال جو تھا کچھ تو سورۂ ارأیت الذی کی
تفسیر میں عنقریب گزر چکا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:۔ ولا
یأتون الصلوٰۃ الّا وھم کسالیٰ ولا ینفقون الّا وھم کٰرھون۔
(توبہ) منافقین نماز کو آتے ہیں تو نہایت کاہلی اور سستی کے ساتھ "جی ہارے ہوئے
اور راہ خدا میں کچھ خرچ کرتے ہیں تو دلی کراہت کے ساتھ" گویا کہ ان پر زبردستی
کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے یا کوئی جبریہ ٹیکس لیا جا رہا ہے جس کو وہ جبر واکراہ کی بنا پر
ڈنڈ بھر رہے ہیں۔ مشرکین اور منافقین کے اس رویہ کے برخلاف حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہو رہا ہے۔ فصل لربك وانحر۔ لہذا آپ نماز
ادا کیجئے تو محض اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ اور قربانی
دیجئے تو صرف اپنے پروردگار عالم کی رضا جوئی کے لئے" نہ دکھاوا مقصود ہو
اور نہ سناوا مطلوب۔ قل انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ
رب العالمین لا شریك لہ وبذلك امرت وانا اوّل المسلمین
(اے نبی کریم!) آپ فرمائیے کہ یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا،
اور میرا جان دینا، سب کچھ خالصاً اللہ سبحانہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہے
جو تمام عوالم کا پالنہار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم ہوا ہے

اور میں سب میں پہلا مسلمان ہوں "

نحر کے معنی نحر کے معنی قربانی' روایات ذیل سے ثابت ہیں چنانچہ آیہ کریمہ فصل لربک وانحر کی تفسیر میں حضرات مجاہد' عطاء' و عکرمہ فرماتے ہیں:۔ صلاۃ الصبح بجمع ونحر البدن بمنیٰ۔ (عبدالرزاق' ابن جریر' ابن المنذر' ابن ابی حاتم) نماز سے مراد فجر کی نماز ہے جس کو حاجی مزدلفہ میں (اول وقت) ادا کرتے ہیں۔ اور نحر سے اونٹوں کی قربانی ہے جس کو حجاج مزدلفہ سے صبحدم روانہ ہو کر منیٰ پہنچتے اور قربانیاں دیتے ہیں" حضرت حبرالامہ سیدنا ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے چنانچہ آپ نے فرمایا:۔ الصلاۃ المکتوبۃ والذبح یوم الاضحیٰ (ابن جریر' ابن المنذر) دسویں ذی الحجہ کو فرض نماز یعنی فجر کی نماز پڑھنی' اور قربانی کا جانور ذبح کرنا مراد ہے" حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا:۔ کانت ھذہ الآیۃ یوم الحدیبیۃ اتاہ جبریل فقال انحر وارجع فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطب خطبۃ الاضحیٰ ثم رکع رکعتین ثم انصرف الی البدن فنحرھا فذلک حین یقول فصل لربک وانحر (ابن جریر' ابن مردویہ) حدیبیہ کے دن بھی یہی آیہ کریمہ پیش نظر تھی اور اسی کے مطابق عمل ہوا چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ یہیں قربانی دیجئے اور (مدینہ پاک کو) واپس ہو جائیے یہ عمل ارشاد باری تعالیٰ فصل لربک وانحر پر مبنی تھا۔" چنانچہ آپ اور آپ کے اصحاب اسی کے مطابق عمل کر کے حدیبیہ سے رخصت ہو گئے۔ یہ احکام تو حج و عمرہ ادا کرنے والوں سے متعلق تھے۔ ان کے سوا دوسرے تمام دنیا کے مسلمانوں کی نسبت احکام یہ ہیں۔ حضرت قتادہ آیہ کریمہ فصل لربک وانحر کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ صلاۃ الاضحیٰ وانحر نحر البدن۔ (ابن جریر) فصلّ سے مراد عید اضحیٰ کی نماز ہے جو بوقت چاشت ادا کی جاتی ہے اور نحر سے اونٹوں کی قربانی مراد ہے۔" حضرت عطاء نے فرمایا:۔ فصل لربک قال صلاۃ العید۔ (ابن ابی حاتم) ارشاد باری عزاسمہ فصل لربک سے عید اضحیٰ کی نماز مراد ہے۔" اور حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا:۔ وانحر قال البدن (ابن جریر) وانحر سے اونٹوں کی قربانی مراد ہے۔" حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔ کان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم ینحر قبل ان یصلی ثم ینحر۔ (ابن جریر) حضور نبی افخم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدا میں (عید اضحیٰ کے دن) نماز عید سے پہلے ہی قربانی ادا فرماتے تھے۔ اس پر آپ کو حکم دیا گیا کہ پہلے نماز عید ادا فرمائیں پھر اس کے بعد قربانی دیا کریں۔"

چنانچہ اب ساری دنیا میں اسی پر تمام امت مرحومہ کا عمل ہے۔

نحر کی دوسری تفسیر بعض روایات میں و انحر کی تفسیر دوسرے طور پر بھی وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:۔ لمّا نزلت ھذہ السورۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنّآ اَعطینٰك الکوثر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لجبریل ما ھذہ النحیرۃ التی امرنی بھا ربی قال لیست بنحیرۃ ولکن یامرك اذا تحرّمت للصلاۃ ان ترفع یدیك اذا کبّرت و اذا رکعت و اذا رفعت رأسك من الرکوع فانّھا صلاتنا وصلاۃ الملٰئکۃ الذین ھم فی السماوات السبع وانّ لکلّ شیءٍ زینۃ وزینۃ الصلاۃ رفع الیدین عند کلّ تکبیرۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین من الاستکانۃ التی قال اللہ فما استکانوا لربّھم وما یتضرّعون۔ (ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ، بیہقی) جب یہ سورۃ شریفہ اِنّآ اعطینٰك الکوثر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تو حضور سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ قربانی کیا ہے جس کا میرے پروردگار نے مجھے حکم فرمایا ہے؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

عرض کیا یہ قربانی نہیں ہے لیکن آپ کو حکم ہو رہا ہے کہ جب آپ نماز کے لئے تکبیر تحریمہ باندھنا چاہیں تو اپنے دونوں ہاتھ (نحر تک یعنی گردن تک) اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھایا کریں۔ نیز جب آپ رکوع فرمائیں اور جب رکوع سے سر اٹھائیں کیونکہ یہی صورت ہماری نماز کی ہے اور تمام فرشتوں کی نماز کی جو ساتوں آسمانوں میں ہیں، اور ہر شئی کی یقیناً ایک زینت اور خوبصورتی ہے اور نماز کی زینت یہ ہے کہ ہر تکبیر کے موقع پر رفع یدین کیا کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رفع یدین بھی سکون میں داخل ہے جس کی نسبت اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے:۔ فما استکانوا لربھم وما یتضرعون۔ حضرت ابن عباسؓ فصل لربك وانحر کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ ان اللہ اوحی الی رسولہ ان ارفع یدیك حذاء نحرك اذا کبرت للصلاۃ۔ فذالك النحر۔ (ابن مردوۃ) اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے پاس حکم بھیجا ہے کہ نماز کے لئے جب تکبیر تحریمہ کہنا چاہیں تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گلے تک اٹھایا کریں۔ یہی معنی نحر کے ہیں۔" حضرت ابوجعفر سیدنا امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں:۔ یرفع یدیه اول ما یکبر فی الافتتاح۔ (ابن جریر) نماز شروع کرتے وقت سب سے پہلی تکبیر (تکبیر افتتاح یا تکبیر تحریمہ) جو کہی جاتی ہے اس وقت اپنے دونوں ہاتھ مصلی اپنی گردن تک

اٹھایا کرے"۔ حضرت امام الائمہ سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے دوسری روایت فصل لربك وانحر کی تفسیر میں یہ ہے: — وضع يده اليمنى على وسط ساعده اليسرى ثم وضعهما على صدره في الصلاة۔ (ابن ابی شیبہ، تاریخ بخاری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، ابو الشیخ، حاکم، ابن مردویہ، بیہقی) "نماز میں مصلی کا اپنا داہنا ہاتھ، اپنے بائیں ہاتھ کی کلائی کے وسط میں رکھ کر ان دونوں کو اپنے سینہ پر باندھ لینا مراد ہے"۔ حضرت انس اور حضرت ابن عباس کا ایک قول بھی اسی طرح مروی ہے۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں: — فصل لربك وانحر قال اذا صليت ورفعت رأسك من الركوع فاستو قائما۔ (ابن ابی حاتم) "آیۂ کریمہ فصل لربك وانحر سے مراد یہ ہے کہ جب تم نماز پڑھتے رہو اور رکوع سے اپنا سر اٹھاؤ تو سیدھے کھڑے ہو جاؤ (اس طرح کہ تمہارا سینہ قبلہ رو ہو)"۔ اس کی تائید حضرت ابو الاحوص کے اس قول سے ہوتی ہے جس میں انھوں نے فرمایا: — استقبل القبلة بنحرك۔ (ابن ابی حاتم) "اپنے سینہ کو قبلہ رخ رکھو"۔

عرض فقیر فقیر عرض کرتا ہے کہ وانحر کی تفسیر میں یہ مختلف اقوال مروی ہیں جو بجائے خود درست ہیں لیکن ترجیح قول اول کو ہے کہ فصل سے نماز

عیدالضحیٰ" اور وانحر سے قربانی مراد ہے۔ اکثر روایات یہی ہیں جن کی وضاحت اور صراحت اوپر گزر چکی اور تمام مذاہب اس پر متفق ہیں۔ باقی جن حضرات نے فصلّ سے عام نمازیں مراد لی ہیں ان کی نسبت علامہ ابن کثیرؒ نے تبلایا ہے کہ یہ روایات اس پائے کی نہیں جیسی کہ قول اول کی ہیں"۔ اور ان میں بھی اختلافات ہیں۔ اسی وجہ سے ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذاہب بھی مختلف ہوئے۔ رفع یدین کے بھی تمام ائمہ قائل ہیں لیکن رفع یدین کی حد کہ نماز میں دونوں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں۔ نیز کس کس موقع پر اٹھائے جائیں اس میں اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظمؒ اس کے قائل ہیں کہ صرف تکبیر تحریمہ کیلئے رفع یدین کیا جائے اور بس۔ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اس کے قائل ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ، رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یدین کیا جائے۔ احادیث شریفہ کی تائید ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہے۔ اسی طرح تکبیر تحریمہ ادا کرنے کے بعد ہاتھ باندھنے کے مقام میں بھی ائمہ کا اختلاف ہے کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں۔ حضرت امام شافعیؒ سینے پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں اور حضرت امام اعظمؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے چاہئیں۔ اور حضرت

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں ہاتھ چھوڑے ہوئے رہیں جیسا کہ تکبیرات عیدین میں چھوڑے رکھتے ہیں۔ ہر امام کے قول کی تائید احادیث شریفہ سے ہوتی ہے لیکن یہاں ان کو نقل کرنے کا موقع نہیں۔ یہ اختلاف بھی اولیٰ اور غیر اولیٰ کی حد تک ہے۔ فرض یا ترک فرض کی حد تک نہیں، لہٰذا ائمہ اربعہ میں سے جس امام کے مقلدین کی اقتداء کی جائے نماز درست اور صحیح ہے۔ کیونکہ چاروں ائمہ دین ائمہ برحق ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

3. إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الأَبْتَرُ 108

بے شک آپ سے بغض رکھنے والا وہی (ہر خیر سے) محروم ہے۔"

شان نزول حضرت سُدّیؒ فرماتے ہیں:۔ کانت قریش تقول اذا مات ذکور الرجل بتر فلان فلما مات ولد النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قال العاصی بن وائل بتر والابتر الفرد (ابن ابی حاتم) قریش کا محاورہ تھا کہ جب کسی کا اکلوتا بچہ مرجاتا تو کہا کرتے "بتر فلان" یعنی فلاں شخص دُم بُریدہ ہو گیا گویا اس کی نسل منقطع ہو گئی پھر جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا وصال ہوا تو عاصی بن وائل (جس کو حضور اقدس سے بغض تھا) کہنے لگا کہ آپ منقطع النسل

ہو گئے ۔ ابتر اس کو کہتے ہیں جو یکہ و تنہا رہ گیا ہو۔ فرزند نہ رکھتا ہو "

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا :- کان اکبر ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم القاسم ثم زینب ثم عبد اللہ ثم ام کلثوم ثم فاطمۃ ثم رقیت فمات القاسم وھو اول میت من ولدہ بمکۃ ثم مات عبد اللہ فقال العاصی بن وائل السہمی قد انقطع نسلہ وھو ابتر فانزل اللہ ان شانئک ھو الابتر۔

(ابن سعد، ابن عساکر) ۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت قاسم تھے (اسی وجہ سے حضور کی کنیت شریفہ ابو القاسم قرار پائی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر حضرت زینب، پھر حضرت عبد اللہ، پھر حضرت ام کلثوم، پھر حضرت (سیدۃ النساء) فاطمہ، پھر حضرت رقیہ، (علی ابیہم وعلیہم الصلاۃ والسلام) پھر حضرت قاسم کا وصال ہوا۔ آپ پہلے صاحبزادے تھے جن کا وصال شریف مکہ مکرمہ ہی میں ہوا۔ ؏ پھر حضرت عبد اللہ بھی واصل بحق ہوگئے۔ اس پر عاصی بن وائل سہمی کہنے لگا کہ ان کی نسل منقطع ہوگئی اور یہ ابتر ہوگئے۔ اس پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے یہ آیۂ شریفہ نازل فرمائی:۔ انّ شانئك هو الابتر۔ یقیناً آپ کا

؏ حضرت محمد بن علی (یعنی حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام سیدنا علی زین العابدین) علی جدہما وعلیہما الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ کان القاسم بن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قد بلغ ان یرکب علی الدابۃ ویسیر علی النجیبۃ۔ (بیہقی فی الدلائل)

حضرت قاسم علی ابیہ وعلیہ الصلاۃ والسلام جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (سب سے بڑے) فرزند دلبند تھے اتنی عمر شریف کو پہنچ چکے تھے کہ سواری پر سوار ہوسکیں اور گھوڑے کی سواری بھی فرماتے تھے"۔ گویا تقریباً دس بارہ سال کے ہوچکے تھے۔

دشمن ہی دُم کٹا ہے" حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے:۔ ولدت خدیجة من النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ ثم ابطأ علیہ الولد من بعدہ فبینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکلّم رجلا والعاصی بن وائل ینظر الیہ اذ قال لہ رجل من ھذا قال ھذا الابتر یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانت قریش اذا ولد للرجل ثم ابطأ علیہ الولد من بعدہ قالوا ھذا الابتر فانزل اللہ انّ شانئك ھو الابتر ای مبغضك ھو الابتر الذی بتر من کلّ خیر۔ (ابن عساکر) حضور نبی انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ام المومنین سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صاحبزادے حضرت عبد اللہ تولد ہوئے تو پھر ان کے بعد دیگر اولاد امجاد کی ولادت میں کچھ وقفہ ہوگیا۔ ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سے گفتگو فرما رہے تھے اور عاصی بن وائل آپ کو دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے عاصی بن وائل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ عاصی بن وائل نے جواب دیا کہ یہ ابتر ہے۔ اس کلمہ سے اسکی مراد ذات اقدس حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تھی۔ قریش کی یہ عادت تھی کہ اگر کسی کے کوئی بچہ پیدا ہوتا پھر ایک عرصہ تک اولاد نہ ہوئی تو ایسے شخص کو بھی ابتر کہا کرتے۔

(گویا یہ قیاس قائم کر لیتے کہ اتنے دن تک کوئی بچہ پیدا نہ ہوا تو آئندہ بھی نہ ہو گا۔ گویا سلسلہ اولاد منقطع ہو چکا) اس پر اللہ پاک نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی کہ (اے نبی کریم!) آپ سے بغض رکھنے والا ہی ابتر یعنی دُم بریدہ ہے کہ کوئی اس کا نام لیوا نہ رہیگا۔ جو بھلائی کے ساتھ اس کا ذکر خیر کرتا رہے "چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اول تو عاصی بن وائل کون تھا اس کو کوئی جانتا ہی نہیں اور اگر کسی کو اس کی خبر بھی ہوئی تو خیر کے ساتھ اس کا نام نہیں لیتا۔ یہی کہا جائے گا کہ عاصی بن وائل ایک کٹر کافر حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا دشمن اور آپ سے بغض رکھنے والا تھا۔ یہ بھی کوئی نام آوری ہوئی؟ بعض روایات میں ہے کہ ایسا کہنے والا ابو جہل تھا اور یہ بھی مروی ہے کہ وہ عقبہ بن ابی معیط تھا۔ کوئی ہو یہ وعید ہر دشمن رسولؐ کریم اور بغض رکھنے والے سے متعلق ہے۔

دوسرا قول بعض روایات میں ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری صاحبزادے حضرت ابراہیم علی ابیہ وعلیہ التحیۃ والتسلیم کی وفات حسرت آیات کے موقع پر کفار نے ایسا کہا تھا۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے آپنے فرمایا: لما مات ابراھیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشی المشرکون بعضھم الی بعض فقالوا ان ھذا الصابی قد بتر اللیلۃ۔

فانزل اللہ انا اعطیناک الکوثر الی آخر السورۃ۔ (طبرانی، ابن مردویہ)
جب حضور معلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند دلبند حضرت ابراہیم نے وفات پائی تو مشرکین (جو مدینہ میں تھے اور ابھی مشرف باسلام نہ ہوئے تھے) ایک ایک کے پاس جا جاکر کہنے لگے کہ آبائی دین سے پھرا ہوا یہ شخص آج کی رات اولاد نرینہ سے محروم ہوگیا۔ اس پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سورت شریفہ انا اعطیناک الکوثر نازل فرمائی کہ حضور انور کا دشمن ہی ابتر ہے"

شان نزول سے متعلق ایک اور روایت

حضرت ابن عباسؓ سے بھی ایک روایت ہے آپ نے فرمایا:۔ قدم کعب بن الاشرف مکۃ فقالت لہ قریش انت خیر اھل المدینۃ و سیدھم الاتری الی ھذا الصابئ المنتبر من قومہ یزعم انہ خیر منا ونحن اھل الحجیج واھل السقایۃ واھل السدانۃ قال انتم خیر منہ فنزلت ان شانئک ھو الابتر ونزلت الم ترالی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب الی قولہ فلن تجد لہ نصیرا۔ (بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ) یہودیوں کا سردار کعب بن اشرف مکہ مکرمہ آیا تو قریش کہنے لگے کہ تمام مدینے والوں سے تم ہی اچھے ہو اور تم ہی ان کے سردار ہو۔

(ایسی خوشامدی باتیں کرکے یہ بھی کہا) تم اس شخص کو دیکھتے نہیں ہو جو آبائی دین سے پھر گیا اور اپنی قوم سے کٹ گیا اور اپنی تمام قوم پر اپنی بڑائی جتاتا ہے اور کہتا ہے کہ وہی ہم سب سے بہتر ہے۔ حالانکہ ہم حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کو پانی پلاتے ہیں اور کعبۃ اللہ شریف کی دربانی کرتے ہیں چنانچہ کلید کعبہ تک ہمارے ہاتھ میں ہے۔ یہ سن کر کعب بن اشرف کہنے لگا کہ تم لوگ ہی ان سے بہتر ہو۔ اس پر آیہ کریمہ ان شانئك هو الابتر نازل ہوئی۔ اور آیہ کریمہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب ارشاد باری تعالی فلن تجد له نصیرا تک نازل ہوئی" ان شانئك هو الابتر کی تفسیر تو اوپر گزر چکی الم تر الی الذین والی پوری آیت شریفہ یہ ہے:۔ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا هؤلاء اهدی من الذین آمنوا سبیلا ○ اولئك الذین لعنهم الله ومن یلعن الله فلن تجد له نصیرا ○ (اے نبی کریم!) کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا کچھ ہی حصہ دیا گیا ہے وہ بتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں سے کہتے ہیں کہ یہی کافر اہل ایمان (مسلمانوں) سے زیادہ تر راہ راست پر ہیں۔

ایسا کہنے والوں پر اللہ نے لعنت فرمائی (اور اپنی رحمت سے دور رکھا)
اور جس پر اللہ کی لعنت ہو آپ کسی کو اس کا مددگار ہرگز نہ پائیں گے" اس کا
قصہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینے کے آس پاس رہنے
والے یہودیوں سے عدم اقدام کا عہد لیا تھا اور یہ عہد بھی تھا کہ اگر فریقین
میں سے کسی پر کوئی دشمن حملہ آور ہو تو دونوں فریق مل کر مدافعت کریں گے۔
اس کے بعد جب بدر اور احد وغیرہ کے معرکے درپیش ہوئے تو یہودیوں نے
مسلمانوں کی مدد نہ کی پیہم ان معرکوں میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی تو
مارے حسد کے جلنے لگے۔ کبھی کہتے کہ طریقہ جنگ سے ناواقف عربوں کے ساتھ
لڑکر کامیاب ہونا کوئی بہادری کی بات نہیں۔ ہم جیسے واقف کار لوگوں سے
جنگ ہو تو معلوم ہوگا۔ یہود کا ایک سردار کعب بن اشرف تھا۔ ستر سواروں کا
ایک دستہ لے کر مکہ جا پہنچا اور مکہ کے کافروں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے
کے لئے اکسانا شروع کیا۔ قریش نے کہا کہ تم مسلمانوں سے بہ نسبت ہمارے قریب تر ہو
کیونکہ مدینے میں رہتے ہو۔ پھر تم اہل کتاب ہو مسلمان بھی یہی کہتے ہیں کہ ان پر بھی
کتاب اتری ہے لہٰذا ہم کیونکر باور کریں کہ جنگ کے موقع پر تم ہمارا ساتھ دوگے؟
کعب بن اشرف یہودی نے کہا کہ ہمارے نزدیک مسلمانوں کے مقابلے میں تم لوگ ہی

زیادہ تر راہ راست پر معلوم ہوتے ہیں۔ اس پر ابو سفیان نے کہا (اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) کہ جب ہماری نسبت تم لوگوں کا یہ خیال ہے تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو تاکہ ہم کو بھی یقین ہو کہ مسلمانوں کے مقابلے میں تم ہم کو اچھا سمجھتے ہو۔ یہ سن کر کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے اپنے اہل کتاب ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود بتوں کا سجدہ تک کر لیا۔ ان آیات کریمہ میں اسی واقعہ کو یاد دلایا گیا ہے۔

صاحبزادوں کی وفات میں حکمت الٰہی

الغرض حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علی ابیہ وعلیہ الصلاۃ والسلام کی وفات پر مشرکین مکہ کی طرح یہود بھی یہ کہنے لگے کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد کا سلسلہ ختم ہو گیا ان کا کوئی نام لیوا نہ رہا۔ تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر کے ذریعہ ان کا جواب دیا کہ اے نبی کریم! اگر آپ کے فرزند آپ کے پیشتر ہی دنیا سے اٹھائے گئے تو اس میں ہماری بے شمار حکمتیں ہیں۔ ہم نے اس کے بدلے میں آپ کو کوثر دے دیا یعنی خیر کثیر کا حامل بنایا۔ محض فرزند کا ہونا عند اللہ کسی فضیلت کا موجب نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام صاحب فرزند تھے لیکن طوفان نوح میں غرقاب ہو گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے عرض بھی کیا ان ابنی

من اھلی وان وعدك الحق۔ بارالٰہا! میرا بیٹا میرے لوگوں سے تھا اور
آپ کا وعدہ تھا کہ میرے لوگ بچا لئے جائیں گے۔ اور آپ کا ہر وعدہ حق ہی ہوتا ہے"
جواب دیا گیا۔ یا نوح انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن
ما لیس لك بہ علم ان اعظك ان تکون من الجاھلین۔
نوح! وہ آپ کے لوگوں سے نہیں ہو سکتا اس کا عمل تو ناپسندیدہ تھا۔ لہٰذا آپ کو
جس چیز کا علم نہیں اس کے بارے میں ہم سے کوئی درخواست نہ کیا کیجئے۔ ہم آپ کو
نصیحت کرتے ہیں کہ (ایسی کوئی درخواست کرکے) نادانوں میں شامل نہ ہو جانا"
اس سے معلوم ہوا کہ ایسے فرزند کے ہونے سے نہ ہونا ہی اچھا ہے۔

دوسری حکمت دیگر یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے
حضرت ابراہیم کی وفات پر فرمایا:۔ لو عاش ابراھیم لکان نبیا۔ اگر ابراہیم
بحیات ہوتے تو وہ بالضرور منصب نبوت پر فائز ہوتے" مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ کو
منظور تھا کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی ختم
ہو جائے اور قیام قیامت تک آپ ہی کی نبوت و رسالت کا سکہ جاری رہے۔
چنانچہ ارشاد ہوا:۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئ علیما۔ محمد تمہارے بالغ مردوں میں سے

کسی کے باپ نہ تھے۔ لیکن آپ اللہ کے رسول اور سلسلہ نبوت کے ختم کرنے والے تھے۔ (رہا یہ امر کہ آپ بالغ مردوں میں سے کسی کے باپ کیوں نہ ہوئے اور سلسلہ نبوت و رسالت آپ پر کیوں ختم کردیا گیا؟ اس کی حکمت تم کیا جانو) اللہ سبحانہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے" کہ اس میں اس کی کیا کیا حکمتیں ہیں۔

تیسری حکمت بادی النظر میں ایک بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اگر آپ کے بعد بھی نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری رہتا اور رسول وقت کی موجودگی میں ان کی تکذیب کی جاتی تو عذاب استیصال یعنی پوری قوم کی تباہی کا عذاب آتا رہتا اور ساری اقوام ہلاک و برباد ہو جاتیں جس طرح قوم عاد و ثمود، قوم لوط، اور قوم فرعون وغیرہ کی تباہی و بربادی ہوئی۔ یہ حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کے قدوم میمنت لزوم کی برکت ہے کہ عذاب استیصال سے ساری دنیا کو قیامت تک کے لئے نجات ملی ورنہ مکذبین کی موجودہ حالت میں بھی کچھ کمی نہیں ہے۔ بلکہ اکثریت اسی قسم کے لوگوں کی ہے۔ واللہ الھادی الی الصراط المستقیم۔

چوتھی حکمت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرینہ اولاد امجاد سن بلوغ تک پہنچنے سے پیشتر واصل بحق ہو جانے میں ایک حکمت یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے روز قیامت کی ہولناکی کے بیان کے سلسلہ میں یہ بھی فرمایا ہے:۔ یوم یفرّ المرء من اخیہ وامّہ وابیہ وجدّہ وبنیہ۔ وہ دن ایسا ہولناک ہوگا کہ ایک ایک شخص اپنے حقیقی بھائی سے، اور اپنی ماں اور باپ سے اور اپنے دادا اور اپنے بیٹوں سے بھاگتا ہوگا" اس ارشاد کے سننے کے بعد کسی معترض کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ حضور بھی کیا اپنے فرزندوں سے دور رہیں گے۔ اس لئے بھی اللہ سبحانہ نے آپ کے تمام فرزند دلبند آپ سے پیشتر ہی دنیا سے صغر سنی میں اٹھالئے۔ نابالغ اولاد سے باز پرس نہیں وہ تو مغفور بلکہ وہ اپنے ماں باپ کے حق میں خصوصاً اور ان کے چاہنے والوں کے حق میں عموماً شفاعت کرنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نماز جنازہ میں دعا یوں کی جاتی ہے:۔ اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا وذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفّعا۔ اے اللہ! اس بچے کو ہمارا خیر مقدم بنا یعنی وہ نیکی جو ہم سے پہلے ہی آپ کی جناب میں پیش کردی گئی۔ اور اس کو ہمارے حق میں ثواب کا ذریعہ اور نیکی کا ذخیرہ بنادیجئے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنا جس کی سفارش آپ کی بارگاہ میں قبول ومنظور بھی ہو" حضور الور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نرینہ اولاد امجاد کی ولادت باسعادت دنیا میں

آپ کی فرحت و سرور اور آخرت میں وجہ سکون گویا گوناگوں رحمتوں اور برکات کی موجب ہے۔ اور تمام امت کے حق میں آیۂ رحمت ہی ہے کہ امت اجابت کے حق میں آگے بھیجی ہوئی نیکی موجب اجر ذخیرۂ خیر اور قیامت میں شفاعت کرنیوالی مقبول الشفاعۃ۔ امت دعوت کے لئے دنیا میں عذاب استیصال سے نجات کا ذریعہ۔ غرض یہ چند حکمتیں ہیں جہاں تک اہل علم کی رسائی ہوسکی ہے اور علم الٰہی میں خدا جانے اس میں کیا کیا حکمتیں مضمر ہیں۔

حضور کی شان عالی ایک اولاد نرینہ نہ رہی تو کیا ہوا آپ کی دختری اولاد، سادات کرام علی ابیہم وعلیہم الصلاۃ والسلام) دنیا کے چپہ چپہ میں بفضلہ تعالیٰ آج چودہ سو برس گزر جانے پر بھی بکثرت موجود ہے جو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ان میں ایسے اصحاب بھی ہیں جو فضائل و کمالات ظاہری و باطنی کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہیں جن کی تعلیمات و ہدایات سے لاکھوں کروڑوں، اور یوں نفوس تزکیہ پاتے آئے اور قلوب منور ہوتے رہے اور تا قیامت انشاء اللہ اس کا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہ تو جسمانی اور روحانی اولاد کا بیان ہے اور جو محض روحانی اولاد ہے اس کا تو کوئی شمار ہی نہیں کر سکتا جو آپ کی امۃ مرحومہ ہے۔ یہ سب کے سب آپ کے نام لیوا اور آپ کا نام نامی روشن کرنے والے ہیں۔

آپ کا نام نامی اور اسم گرامی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ شانہٗ کے نام کے ساتھ مناروں پر، منبروں پر علی رؤس الاشہاد خیر کثیر سے لیا جاتا ہے۔ اور لیا جاتا رہیگا۔ علمائے اعلام اپنی تصانیف جلیلہ میں، واعظین اپنے مواعظ حسنہ میں اور مشائخ کرام اپنے حلقہ ہائے ذکر میں علی الاعلان اپنے مسانید صدارت پر متمکن ہو کر کمال ادب و احترام سے لیتے رہیں گے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ آپ کو بے شمار فضائل عنایت کر کے تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ قرار دیا۔ حسن ظاہر بھی دیا اور حسن باطن سے بھی سرفراز فرمایا۔ شرافت نسب ایسی کہ دنیا والوں کا کوئی نسب اس کی ہمسری نہیں کر سکتا نبوت دی تو خاتم النبیین بنایا۔ رسالت سے سرفراز ہوئی تو سید المرسلین اور امام المرسلین ہوئے۔ آپ پر کتاب نازل فرمائی تو جملہ کتب منزلہ کی جامع اور ان کی محافظ، پھر اس میں ایسے جامع احکام جو قیامت تک جاری رہیں۔ فتح و نصرت، اور آپ کا بول بالا آپ کے اُمّی ہونے کے باوجود علم و حکمت کے وہ دریا بہائے جن کا کوئی جواب نہیں۔ یہ تو کچھ دنیوی نعمتوں کا بیان ہوا۔ آخرت میں نہ صرف شافع و مشفع بلکہ باب شفاعت کے وا کرنے والے، صاحب لوائے احمد، صاحب مقام محمود، صاحب حوض کوثر و نہر کوثر، اور کیا کیا فضائل جن کا کوئی حد و حساب نہیں۔ ایسی عالی شان ذات ستودہ صفات کو ابتر کہنا پرلے درجہ کی احمقانہ گستاخی ہے۔

فی الحقیقۃ ابتر کون ہے؟

حقیقت میں ابتر وہ ہے جو ایسی ذات عالی سے بغض رکھے دشمنی کرے اور نامحمود طریقے سے آپ کا نام لے۔ آج ان گستاخوں کا نام و نشان تک نہیں۔ اگر کسی کا نام زبان وقلم سے لیا جاتا بھی ہے تو برائی کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ بھلائی سے کوئی ان کا نام نہیں لیتا۔ اس طرح وہ خود ہی دنیا سے نیست و نابود ہو گئے۔ رہی ان کی اولاد نرینہ جس پر کفار کو بڑا ناز تھا۔ ان کے جیتے جی ان سے چھن گئی۔ بہتیرے مشرف باسلام ہو گئے اور اشد کفار کے مرنے کے بعد تو تقریباً ساری اولاد بلاتخصیص ذکور و اناث حلقہ بگوش اسلام ہو کر آپ کے فرزندان معنوی و روحانی میں شامل ہو گئی۔ آپ کے فیضان صحبت سے اپنی استعداد کے مطابق وہ کمال حاصل کیا کہ بے شمار ممالک کے فاتح بنے معلم ہوئے اور رہتی دنیا تک ایک ایک کا نام روشن رہے گا اور ان کو یاد کرنے والا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ کر یاد کرتا رہے گا۔ رہے ان کے کافر آباؤ اجداد ان کا نام و نشان تک نہ رہا۔ اب دوسرے تو ان کفار کا نام کیا لیتے خود ان کی جنی اولاد بھی اپنے کافر آباؤ اجداد کا نام لینا تک پسند نہیں کرتی۔ کبھی ان کا نام کسی کی زبان پر آ بھی گیا تو برائی کے ساتھ۔ نفرت کے ساتھ بلکہ لعنت کے ساتھ۔ ایسی حالت میں کوئی منصف ٹھنڈے

دل سے فیصلہ کرے کہ ابتر یعنی دم بریدہ کون ہوئے؟ اسی بنا پر مختصر طور پر یہ ارشاد ہو رہا ہے:۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ یقیناً آپ کا دشمن آپ سے بغض و عناد رکھنے والا، وہی دُم کٹا اور ہر قسم کے خیر سے محروم ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔ آمین۔

سورۂ کوثر کی تفسیر ختم ہوئی۔ والحمد للہ اولاً و آخراً۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا وسندنا وشفیعنا ومولانا محمد صاحب الحوض المورود والمقام المحمود ساقی الکوثر وشفیع المحشر، وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الاکرمین الافضلین اجمعین۔
